حدیث وسنت

ابو جابر عبداللہ دامانوی

ذو الحجة کے فضائل واحکامات

ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی فضیلت

① عن ابن عباس عن النبیﷺ أنه قال: «ما العمل في أيام (العشر) أفضل منها في هذا» قالوا: ولا الجهاد؟ قال: «ولا الجهاد ، إلا رجل خرج يخاطر وبنفسه وماله فلم يرجع بشيئ» (صحیح بخاری:۹۶۹)

''جناب عبداللہ بن عباسؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی دن میں عمل ان دس دنوں میں عمل کرنے سے بڑھ کر نہیں ہے، لوگوں نے عرض کیا: جہاد بھی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: جہاد بھی نہیں مگر ہاں اس شخص کا جہاد کہ جس نے اپنی جان و مال کو (دشمن کے مقابلے) میں خطرے میں ڈال دیا اوران میں سے کوئی چیز بھی واپس لے کر نہ پلٹا (تو ایسا شخص یقیناً اجر میں بڑھ جائے گا)۔''

② عن ابن عباس قال رسول اللهﷺ: «ما من أيام العمل الصالح فيها أحب إلى الله عزوجل من هذه الأيام يعني أيام العشر » قال قالوا: يارسول الله! ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال: «ولا الجهاد في سبيل الله إلا رجل خرج بنفسه وماله ثم لم يرجع من ذلك بشيئ»☆

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: ''کوئی دن جس میں عمل صالح اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو ان دس دنوں کے سوا نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا:

☆ مسند احمد:۱/۲۲۴، ح ۱۹۶۸ و ۱/۳۳۸ ح ۳۱۳۹ و ۳۴۶ ح ۴۲۲۸، ابن ابی شیبہ ۵/۳۴۸، ابن ماجہ :۱۷۲۷ والترمذی :۷۵۷ و ابن حبان:۳۲۴، ابوداود :۲۴۳۸ والبغوی:۱۱۲۵، مصنف عبدالرزاق:۸۱۲۱، طبری:۱۲۳۲۶ و ۱۲۳۲۸، ۱۲۴۳۶ وبیہقی فی شعب الایمان:۳۷۴۹، ۳۷۵۲ والدارمی:۱۷۷۴، مشکوٰۃ:۱۴۶۰ (اس حدیث کو صاحبِ مشکوٰۃ نے بخاری کے حوالے سے نقل کیا ہے جبکہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بخاری میں نہیں ہے)

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ کے رسولؐ! کیا اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ فرمایا: ہاں، اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں سوائے اس شخص کہ جو اپنی جان اور مال اللہ کی راہ میں لے کر نکلا اور پھر ان میں سے کوئی چیز بھی لے کر واپس نہیں پلٹا (تو یقیناً یہ شخص اجر میں بڑھ جائے گا)۔''

③ عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال: «ما من أيام أعظم عند الله و لا أحب إليه من العمل فيهن من هذه الأيام العشر فَأَكْثِرُوْا فيهن من التهليل والتكبير والتحميد» (مسند احمد:۲/۷۵ ح ۵۴۴۶،شعب الایمان :۳۷۵۰، عبد بن حمید:۸۰۷،مشکل الآثار:۲۹۷۱)

ابن عمرؓ نبیؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''کوئی دن جس میں عمل صالح کرنا اللہ کے نزدیک بہت زیادہ عظیم اور سب سے زیادہ محبوب ہو، وہ ان دس دنوں کے سوا نہیں ہے پس ان دنوں میں بہت زیادہ تہلیل لا الہ الا اللہ، تکبیر اللہ اکبر اور تحمید الحمدللہ کہو۔''

اس روایت کی سند میں ایک راوی یزید بن ابی زیاد ہاشمی کوفی ضعیف ہے اور جب وہ بوڑھا ہوگیا تھا تو اس کا حافظہ متغیر ہوگیا تھا اور وہ تلقین کو قبول کر لیتا تھا اور شیعہ بھی تھا۔ (تقریب)

④ لیکن اس روایت کا ایک 'شاہد' صحیح ابن خزیمہ میں موجود ہے جس کی وجہ سے یہ روایت حسن ہے۔ اس روایت کی سند یہ ہے:

حدثنی أبو یحیٰی عبدالله بن أحمد بن أبي مسرة، حدثنا عبدالحمید ابن غزوان البصري، حدثنا أبوعوانة، عن موسیٰ بن ابي عائشة، عن مجاهد، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله ﷺ:

«ما من أیام أعظم عندالله ولا العمل فیهن أحب الله من هذه الأیام، فأكثروا فيها من التهليل والتحميد» يعني أيام العشر

(۳۴۶/۲ ح ۳۰۲۴، اتحاف المہرۃ ۳/صدقہ ۲۰۳ بحوالہ موسوعہ مسند احمد:۳۲۴/۹)

اس حدیث میں التکبیر کے الفاظ نہیں ہیں، لیکن صحابہ کرامؓ کے عمل سے بکثرت تکبیرات کا کہنا ثابت ہے۔ اس روایت کی سند میں امام ابن خزیمہ کے استاذ ابو یحییٰ بن ابی مسرۃ ہیں جن کا نام عبداللہ بن احمد ہے۔ ان کے متعلق ابن ابی حاتم الرازی فرماتے ہیں: میں نے ان سے احادیث لکھی ہیں اور 'صدق' کا مقام رکھتے ہیں اور ابن حبان نے انہیں ثقات

www.KitaboSunnat.com

میں ذکر کیا ہے اور عبدالحمید بن غزوان بصری کو ابو حاتم رازیؒ نے 'شیخ' کہا ہے اور ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے اور باقی رواۃ بخاری و مسلم کے ہیں۔(موسوعہ مسند احمد: ۳۲۴/۹)

⑤ ایک روایت میں ہے کہ ان دنوں میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزے کے برابر اور راتیں لیلۃ القدر کے برابر ہیں۔(ابن خزیمہ: ۲۴۶/۲ ح ۳۰۲۱)

لیکن اس روایت کی سند میں ایک راوی مسعود بن واصل لین الحدیث اور دوسرے راوی النہاس بن قہم ضعیف ہیں۔ نیز یہ فضیلت دنوں کے لحاظ سے ہے جبکہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی راتوں کی فضیلت لیلۃ القدر کی وجہ ہے اور سال کی کوئی دوسری رات رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

⑥ عرفہ کے دن کا روزہ جس سے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔(صحیح مسلم: ۲۷۴۶)

تکبیرات کہنے کے ایام

⑦ قال ابن عباس: ﴿وَاذْكُرُوْا اللهَ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ﴾ أيام العشر ﴿وَالأَيَّامُ الْمَعْدُوْدَاتُ﴾ أيام التشريق

(صحيح بخاري: كتاب العيدين باب فضل العمل في أيام التشريق)

جناب عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ أیام معلومات (الحج: ۲۸) سے مراد ذوالحجہ کے دس دن (ایام عشر) ہیں اور أیام معدودات (البقرہ: ۲۰۳) سے مراد ایام تشریق ہیں۔"

ایام تشریق سے مراد عیدالاضحیٰ کے بعد کے تین دن یعنی ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ تاریخیں ہیں۔ ان دنوں میں اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا جائے اور بالخصوص تکبیرات کو کثرت سے پکارا جائے۔

⑧ وكان ابن عمر وأبوهريرة يخرجان إلى السوق في الأيام العشر يكبران ويكبر الناس بتكبيرهما وكبر محمد بن على خلف النافلة

"جناب عبداللہ بن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ 'ایام عشر' میں بازار کی طرف نکلتے اور تکبیرات پکارتے اور لوگ بھی ان کی تکبیرات کے ساتھ تکبیرات کہتے اور جناب محمد بن علی (امام محمد باقر) نفل نماز کے بعد بھی تکبیر پکارتے۔" (صحیح بخاری: ایضاً)

www.KitaboSunnat.com

⑨ جناب محمد بن ابی بکر ثقفیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب انس بن مالکؓ سے پوچھا اور ہم منیٰ سے عرفات کی طرف جارہے تھے کہ ''لبیک پکارنا کیسا ہے اور تمہارا عمل نبی ﷺ کے ساتھ کیا تھا؟'' انسؓ نے فرمایا کہ ''لبیک کہنے والا لبیک کہتا، اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا اور تکبیر کہنے والا تکبیر پکارتا اور اس پر بھی کوئی اعتراض نہ کرتا۔'' (بخاری: ۹۷۰)

اس حدیث سے نویں تاریخ کو تکبیر کہنے کا ثبوت مرفوع حدیث سے ثابت ہورہا ہے۔

⑩ عن أمّ عطية قالت كنا نؤمر أن نخرج يوم العيد حتى نخرج البكر من خدرها حتى نخرج الحيض فيكن خلف الناس فيكبرن بتكبيرهم ويدعون بدعائهم يرجون بركة ذلك اليوم وطهرته (بخاری:۹۷۱)

''اُمّ عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہم عورتوں کو عید کے دن (عیدگاہ کی طرف) نکلنے کا حکم ہوتا یہاں تک کہ کنواری لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو بھی نکالیں، پس وہ لوگوں کے پیچھے رہتیں۔ وہ مردوں کی تکبیرات کے ساتھ تکبیر کہتیں اور ان کی دعاؤں کے ساتھ دعائیں مانگتیں اور اس دن کی برکت اور پاکیزگی حاصل کرتیں۔''

اس سے عیدگاہ میں اونچی آواز میں تکبیرات کہنے کا ثبوت مرفوع حدیث سے ثابت ہوا۔

⑪ امام زہریؒ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عید الفطر کی نماز کو نکلتے اور تکبیرات کہتے یہاں تک کہ عیدگاہ آجاتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بحوالہ ارواء الغلیل: ۱۲۳/۳)

لیکن یہ روایت مرسل ہے۔ البتہ جناب عبداللہ بن عمرؓ سے یہ عمل ثابت ہے۔ (بیہقی: ۲۷۹/۳) اور صحابہ کرام اور تابعین کا یہی عمل تھا۔ (ابن ابی شیبہ ۲/۱۷۱ بہ سند صحیح عن زہری)

نیز ملاحظہ فرمائیں: ارواء الغلیل: ۱۲۲/۳

⑫ امام بخاری نے باب قائم کیا ہے: ''منیٰ کے دنوں میں تکبیرات کہنا'' اور جب نویں تاریخ صبح کو عرفات جائے (تو تکبیرات کہے) اور جناب ابن عمرؓ منیٰ میں اپنے ڈیرے (خیمے) میں تکبیر کہتے اور مسجد والے بھی تکبیر سن کر تکبیرات کہتے اور بازار والے بھی کہنے لگتے یہاں تک کہ ساری منیٰ گونج اُٹھتی اور ابن عمرؓ ان دنوں میں منیٰ میں تکبیر کہتے اور نمازوں کے بعد اپنے بستر پر، اپنے ڈیرے میں، اپنی مجلس میں اور راستے میں چلتے ہوئے ان سب دنوں

www.KitaboSunnat.com

میں (ہر وقت تکبیرات پکارتے) اور عورتیں مسجد میں ابان بن عثمانؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے پیچھے ایامِ تشریق میں مردوں کے ساتھ تکبیرات کہتیں۔ (صحیح بخاری: ایضاً)

۹/ ذوالحجہ کو نمازِ فجر کے بعد سے عصر ۱۳/ ذوالحجہ تک تکبیرات

⑬ یومِ عرفہ (نویں تاریخ) کو صبح کی نماز کے بعد سے تیرہویں تاریخ کی عصر کی نماز کے بعد تک بھی بلند آواز سے تکبیرات کہنا صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے، جناب شقیق سے روایت ہے:

(i) كان علي يكبر بعد صلوٰة الفجر غداة عرفة ثم لا يقطع حتى يصلي الامام من آخر أيام التشريق ثم يكبر بعد العصر (مستدرک ۱/۲۹۹، بیہقی: ۳/۳۱۴)

"جناب علیؓ عرفہ کی صبح، فجر کی نماز کے بعد تکبیر کہتے۔ (ہر نماز کے بعد) برابر کہتے رہتے یہاں تک کہ امام ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز پڑھاتے اور وہ ہر نماز کے بعد تکبیر کہتے تھے۔"

(ii) اسی طرح کا عمل جناب عبداللہ بن عباسؓ سے بھی ثابت ہے۔ (مستدرک: ۱/۲۹۹)

(iii) جناب اوزاعیؒ سے یومِ عرفہ کی تکبیرات کے متعلق سوال کیا گیا جو تیرہ تاریخ کی عصر کی نماز کے بعد پڑھی جاتی رہیں تو اُنہوں نے فرمایا کہ یہ تکبیرات عرفہ کی صبح سے (فجر کی نماز) کے بعد سے ۱۳ تاریخ کے آخر تک کہی جائیں گی جیسا کہ علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت ہے۔ (مستدرک ۱/۳۰۰)

(iv) عمیر بن سعیدؒ نے بھی عبداللہ بن مسعودؓ کا یہی معمول بیان کیا ہے۔ (مستدرک: ۱/۳۰۰)

(v) عمر بن خطابؓ سے یومِ عرفہ سے ۱۳ کی ظہر کی نماز تک یہ عمل ثابت ہے۔ (ایضاً)

تکبیرات کے الفاظ

⑭ رسول اللہ ﷺ سے تکبیرات کے الفاظ کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہیں، البتہ جناب عبداللہ بن عباسؓ اور سلمان فارسیؓ سے موقوفاً تکبیرات کے الفاظ ثابت ہیں:

(ا) عبداللہ بن عباسؓ کی روایت: الله أكبر كبيرا، الله أكبر كبيرا، الله أكبر وأجل الله أكبر ولله الحمد (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۱۶۷ وسندہ صحیح طبع بیروت)

(ب) ابن عباسؓ کی دوسری روایت کے الفاظ: الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر ولله

الحمد ، الله أكبر وأجل ، الله أكبر على ما هدانا (بیہقی:۳/۳۱۵)

اس روایت میں یہ وضاحت ہے کہ ابن عباسؓ یہ الفاظ یوم عرفہ کی فجر کی نماز کے بعد ۱۳ ذوالحجہ کی عصر کی نماز کے بعد تک کہتے تھے۔

(ج) سلمان فارسیؓ کی روایت: الله أكبر ، الله أكبر كبيرا ، اللهم أنت أعلى وأجل من أن تكون لك صاحبة أو يكون لك ولد أو يكون لك شريك في الملك أويكون لك وليّ من الذُّل وكبِّره تكبيرا اللّٰهم اغفرلنا اللهم ارحمنا (بیہقی:۳/۳۱۶، مصنف عبدالرزاق:۱۱/۲۹۵ وسندہ صحیح)

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! تو سب سے اعلیٰ اور بزرگی اور شان وشوکت والا ہے اور (آپ اس سے پاک ہیں کہ) آپ کے لئے کوئی بیوی ہو یا آپ کے لئے اولاد ہو یا آپ کا کوئی بادشاہی میں شریک ہو یا آپ کا عاجزی کی بنیاد پر کوئی دوست ہو اور اس (اللہ) کی خوب بڑائی بیان کرتے رہیے۔ اے اللہ! ہمیں بخش دے، اے اللہ! ہم پر رحم فرما۔''

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس اثر کو سب سے زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔ (فتح الباری)

عموماً اس تکبیر کے صرف شروع کے الفاظ الله أكبر ، الله أكبر نقل کئے جاتے ہیں اور بعد کے الفاظ کسی نے نقل نہیں کئے جبکہ یہ روایت کافی تلاش کے بعد مجھے مصنف عبدالرزاق میں ملی ہے۔ مسعود احمد بی ایس سی نے یہ اعتراض کیا کہ انہیں 'مصنف' میں یہ تکبیر نہیں مل سکی اور انہوں نے بھی صرف شروع کے الفاظ نقل کرنے ہی پر اکتفا کیا ہے۔

تکبیرات کے مشہور الفاظ کی حقیقت

⑮ تکبیر کے مشہور الفاظ: الله أكبر ، الله أكبر ، لا إله إلا الله والله أكبر ، الله أكبر ولله الحمد ہیں اور عموماً اُنہیں پڑھا جاتا ہے اور اس کی سند کی اصل حقیقت سے لوگ ناواقف ہیں۔ اس سلسلہ میں جو مرفوع روایت دارقطنی (۲/۵۰) میں ہے، اس میں چار راوی ضعیف ہیں: اس میں ایک راوی جابر بن یزید جعفی ہے جو سخت ضعیف اور شیعہ ہے اور ان کے متعلق امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول مشہور ہے کہ میں نے جابر بن یزید جعفی سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں دیکھا۔ دوسرے راوی عمرو بن شمر کو سعدی نے 'کذاب'، الفلاس نے 'واہ' اور امام بخاریؒ اور

ابوحاتم رازیؒ نے 'منکر الحدیث' کہا ہے۔ (ارواء الغلیل:۳/۱۲۴، التعلیق المغنی:۲/۴۹) حافظ ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ یہ رافضی تھا۔ صحابہ کرامؓ کو گالیاں دیتا تھا اور ثقات سے موضوعات نقل کیا کرتا تھا۔ (المیزان:۳/۲۶۸)

اس سلسلہ کی دوسری روایت موقوف ہے جو عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔ (ابن ابی شیبہ) لیکن اس روایت کی سند میں ایک راوی ابواسحاق بیہقی ہے جو مکثر، ثقہ اور عابد ہونے کے ساتھ مدلس اور مختلط بھی ہے۔ حافظ صاحب ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ مشہور بالتدلیس (طبقات المدلسین:ص۴۲) علامہ البانیؒ نے اس اثر کو صحیح قرار دیا ہے۔ (الارواء: ۳/۱۲۵) لیکن اس مقام پر انہیں سخت وہم ہوا ہے، کیونکہ انہوں نے دوسرے مقامات پر ابواسحٰق کی روایات پر کلام کیا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

”أبو إسحاق وهو البيهقي فقد كان اختلط مع تدليسه وقد عنعنه“ (الضعيفة:۱/۲۹۵) ''ابواسحٰق بیہقی: انہیں اختلاط ہوگیا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ مدلس بھی ہے اور انہوں نے عَن سے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔''

ایک اور مقام پر ایک روایت پر حکم لگاتے ہوئے فرماتے ہیں:

فقلت:وهذا إسناد رجاله ثقات كما تقدم عن الهيثمي، لكن ابو اسحٰق وهو البيهقي مدلس وكان اختلط إلا أن ذلك لا يضر في الشواهد. والله أعلم ''میں (البانی) کہتا ہوں کہ اس اسناد کے رجال ثقات ہیں جیسا کہ ہیثمی کے کلام سے گزر چکا، لیکن ابواسحٰق بیہقی مدلس ہیں اور انہیں اختلاط ہوا تھا مگر اس طرح کی روایات کو شواہد میں ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم (الصحیحۃ:۵/۵۷)

نیز ملاحظہ فرمائیں: الصحیحۃ: ۵/۵۵، ۸۷، ۳۷۷، ۵۳۵، ۵۳۶، ۶۲۰ وغیرہ

اس سے ثابت ہوا کہ ابواسحاق بیہقی نہ صرف مدلس ہیں بلکہ وہ اختلاط کا شکار بھی ہوئے اور علامہ البانیؒ کی وضاحت سے ہی ثابت ہوگیا کہ یہ روایت ضعیف ہے، لیکن اس مقام پر البانیؒ سے فروگذاشت ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔

⑯ ایامِ تشریق (ذوالحجہ کی ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ تاریخ) کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے

www.KitaboSunnat.com

کے دن ہیں۔ (مسلم: ۲۶۷۷) یوم عرفہ، یوم نحر وراَیامِ تشریق اہل اسلام کے عید کے دن ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔ (ابوداؤد: ۲۴۱۹، ترمذی: ۷۷۳، مسند احمد: ۱۵۲/۴، مستدرک: ۴۳۴/۱، بیہقی: ۲۹۸/۴) وقال الالبانی: صحیح وقال الحافظ زبیر علی زئی: اسنادہ حسن واخرجہ الترمذی وقال حسن صحیح (تمہید: ۶۹/۲۳)

⑰ **قربانی کی دعا:** إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ* إِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ * اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّأُمَّتِهٖ بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ

(مسند احمد ۳/۳۷۵، ابوداؤد ۲۷۹۵، ابن ماجہ ۳۱۲۱، دارمی، مشکوٰۃ المصابیح: ۱۴۶۱) وقال الحافظ زبیر علی زئی: اسنادہ حسن (نیل المقصود فی تعلیق علی سنن ابی داؤد: ۲۷۹۵)

”میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف پھیر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ میں ابراہیمؑ کے دین پر ہوں جو یکسو اور مسلم تھا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانیاں میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمین میں سے ہوں۔ اے اللہ! یہ قربانی تیری عطا ہے اور تیرے لئے ہے اور یہ قربانی محمد ﷺ اور اس کی اُمت کی طرف سے ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں) اور اللہ بہت بڑا ہے۔“

لفظ عَنْ کے بعد قربانی کرنے والا اپنا نام لے۔

شیخ شعیب الارناؤوط حفظہ اللہ تعالیٰ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

”اس حدیث کی اسناد تحسین کا احتمال رکھتی ہے۔ ابوعیاش، ابن نعمان معافری مصری ہیں، ان سے تین راوی حدیث روایت کرتے ہیں۔ علامہ ذہبی ان کے متعلق لکھتے ہیں: وہ شیخ ہیں اور ابن خزیمہ، حاکم اور ذہبی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور اس حدیث کے باقی رجال ثقات ہیں اور صحیح کے رجال بھی، سوائے محمد بن اسحٰق اور وہ صدوق حسن الحدیث ہیں۔ امام حاکم نے اسے عبد الله بن أحمد بن حنبل عن أبيه کی سند سے روایت کیا ہے (۴۶۷/۱، ابن خزیمہ: ۲۸۹۹، دارمی: ۱۹۴۶، طحاوی: ۱۷۷/۴، بیہقی: ۲۸۷/۹، ابوداؤد: ۲۷۹۰)

www.KitaboSunnat.com

ابن ماجہ نے اسے اسماعیل بن عیاش کی سند سے روایت کیا ہے (۳۱۲۱) اور مزی نے ابوعیاش کے ترجمہ میں تہذیب الکمال (۱۶۴،۱۶۳/۳۴) میں یزید بن ذریع کے طریق سے روایت کیا ہے کہ چار محدث محمد بن اسحٰق سے وہ یزید بن ابی حبیب سے اور وہ ابوعیاش سے روایت کرتے ہیں اور وہ اس اسناد میں خالد بن ابی عمران کا ذکر نہیں کرتے۔ اور ابن ماجہ نے المعافری کے بجائے ابوعیاش زرقی کا ذکر کیا ہے اور یہ وہم ہے، کیونکہ ابوعیاش زرقی مدنی ہیں اور یزید بن ابی حبیب مصری ہیں اور یہ کہیں مذکور نہیں ہے کہ انہوں نے ابوعیاش مدنی سے روایت کی ہو اور ابن ماجہ میں یزید سے اسماعیل بن عیاش روایت کرتے ہیں اور وہ شامیوں کے علاوہ دوسروں میں ضعیف مانے جاتے ہیں اور شاید یہ وہم اس کی طرف سے ہے۔ الخ

(موسوعہ مسند احمد: ۲۶۷/۲۳، ۲۶۸)

سو یہ حدیث صحیح ہے اور حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔ علامہ البانیؒ نے اپنے قاعدہ کے مطابق کہ چونکہ ابوعیاش مقبول درجہ کا راوی ہے لہٰذا ان کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے لیکن صحیح بات یہی ہے کہ یہ روایت حسن ہے۔

⑱ جو شخص قربانی کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ (نمازِ عید کے بعد) اپنے بال اور ناخن کاٹ لے تو اسے بھی مکمل قربانی کا ثواب ملے گا۔ (ابوداؤد ۲۷۸۹، النسائی ۴۳۶۵) وقال الحافظ زبیر علی زئی وإسناده صحيح وأخرجه النسائي وصححه ابن حبان (۱۰۴۳) والحاکم (۲۲۳/۴) والذہبی (نیل المقصود: ۲۷۸۹)

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کے (راوی) عیسیٰ بن ہلال صدوق ہیں اور ابن حبان اور حاکم نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا اور ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔'' (مشکوٰۃ ۱۴۷۹)

البتہ علامہ البانی نے اپنے قاعدہ کے مطابق اس روایت کو بھی ضعیف قرار دیا ہے۔

⑲ عورتوں کی عید کی نماز میں حاضری ضروری ہے یہاں تک کہ اگر وہ حیض میں بھی مبتلا ہوں تو ایسی حالت میں بھی عید گاہ جائیں تاکہ عمل خیر اور مسلمین کی دعاؤں میں شریک ہوں

www.KitaboSunnat.com

اورلوگوں کی تکبیرات کے ساتھ تکبیریں کہیں اوران کی دعاؤں کے ساتھ دعا کرتی رہیں اوراس دن کی برکت اور پاکیزگی حاصل کرنے کی اُمید رکھیں۔(بخاری:۹۷۱،۹۸۰)

⑳ عید کے دن ملاقات کے وقت کہے: تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ (فتح الباری:۹۸/۳ باسنادٍ حسن) ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ سے (اس عمل کو) قبول فرمائے۔''

㉑ عید کی دعا: اللهم إنا نسألك عيشة نقية سخت ضعیف ہے۔اس کا ایک راوی نهشل بن سعد متروک ہے (مجمع الزوائد: ۲۰۱/۲) لہٰذا ایسی روایت کا بیان کرنا اوراس کی تعلیم دینا جائز نہیں ہے۔

㉒ جس شخص کی عید کی نماز رہ جائے، وہ باجماعت دو رکعت پڑھے یا اکیلے ہی دو رکعت ادا کرلے (صحیح بخاری: کتاب العیدین باب إذا فاته العيد يصلي ركعتين)

㉓ عیدین کی نماز کی زائد تکبیروں میں رفع الیدین کرنا؟

حدثنا محمد بن المصفى الحمصي حدثنا بقية حدثنا الزبيدي عن الزهري عن سالم عن عبدالله بن عمر قال كان رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه ثم كبَّر وهما كذلك فيركع ثم إذا أراد أن يرفع صلبه رفعهما حتى تكونا حذومنكبيه ثم قال سمع الله لمن حمده ولا يرفع يديه في السجود ويرفعهما فی كل تكبيرة يكبرها قبل الركوع حتى تنقضى صلاته (ابوداؤد:۷۲۲)

''جناب عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں کے برابر تک اٹھاتے۔ پھر تکبیر کہتے اورآپ کے دونوں ہاتھ اس وقت تک اسی مقام پر ہوتے۔ پھر رکوع کرتے پھر جب پیٹھ کو اُٹھانے کا ارادہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے یہاں تک کہ انہیں مونڈھوں کے برابر کرلیتے پھر سمع الله لمن حمده کہتے اور ہاتھوں کو سجود میں نہ اُٹھاتے اور رکوع سے قبل کی تمام تکبیرات میں بھی رفع الیدین کرتے تھے، یہاں تک آپؐ نماز کو مکمل فرماتے۔''

اس روایت کی سند میں ایک راوی بقیہ بن ولید ہے جو صدوق مدلس ہے،لیکن اس مقام

www.KitaboSunnat.com

پر اس نے سماع کی تصریح کردی ہے، اس لئے تدلیس کا شبہ ختم ہو جاتا ہے، علاوہ ازیں ابن اخی زہری نے بھی ان کی متابعت کررکھی ہے:

حدثنا يعقوب حدثنا ابن أخى ابن شهاب عن عمه حدثني سالم بن عبدالله أن عبدالله قال كان رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة يرفع يديه حتى إذا كانتا حذومنكبيه كبر ثم إذا أراد أن يركع رفعهما حتى يكونا حذو منكبيه كبر وهما كذلك ركع ثم إذا أراد أن يرفع صلبه رفعهما حتى يكونا حذو منكبيه ثم قال سمع الله لمن حمده ثم يسجد ولا يرفع يديه في السجود ويرفعها فی كل ركعة و تكبيرة كبرها قبل الركوع حتى تنقضي صلاته (مسند احمد: ۱۳۴/۷)

''جناب عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو اُٹھاتے یہاں تک انہیں مونڈھوں کے برابر کرکے تکبیر کہتے پھر رکوع کا ارادہ کرتے تو ہاتھوں کو مونڈھوں کے برابر کرکے تکبیر کہتے اور وہ دونوں ہاتھ رکوع میں وہیں ہوتے۔ پھر جب آپ اپنی پیٹھ کو اٹھانے کا ارادہ کرتے تو ہاتھوں کو مونڈھوں کے برابر اٹھاتے پھر سمع الله لمن حمده کہتے پھر سجدہ کرتے اور ہاتھوں کو سجود میں نہ اُٹھاتے۔ اور دونوں ہاتھوں کو ہر رکعت اور تکبیر میں اُٹھاتے جو تکبیر رکوع سے پہلے کہتے یہاں تک کہ آپؐ اپنی نماز مکمل فرماتے۔

محقق عالم شیخ شعیب الارنووط حفظہ اللہ تعالیٰ اس روایت کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ حدیث صحیح ہے اور یہ سند ابن اخی ابن شہاب زہری کی وجہ سے حسن ہے، اور ان کا نام محمد بن عبداللہ بن مسلم ہے اور ان سے اگرچہ شیخان (بخاری و مسلم) نے احادیث نقل کی ہیں، یہ صدوق حسن الحدیث ہیں اور اس حدیث کے باقی رجال بھی شیخین کے رجال ہیں۔

اس حدیث کو ابن الجارود (۱۷۸) اور دارقطنی نے سنن (۲۸۹/۱) میں یعقوب بن ابراہیم کے طریق اور اسی سند سے روایت کیا ہے۔ (موسوعہ مسند احمد: ۳۱۵/۱۰، ۳۱۶)

علامہ البانیؒ فرماتے ہیں:

''امام ابن منذرؒ اور امام بیہقیؒ نے اس حدیث سے احتجاج کیا ہے کہ جسے بقیہ نے زبیدی عن زہری کی سند سے روایت کیا ہے۔ میں (البانی) کہتا ہوں کہ ابن ترکمانی نے الجوهر النقي میں یہ اعتراض کیا ہے کہ بقیہ مدلس ہے اور اس نے عن سے اسے روایت کیا ہے، لیکن

www.KitaboSunnat.com

اس نے ابوداؤد (۷۲۲) اور دارقطنی (۱۰۸) میں سماع کی تصریح کررکھی ہے۔ لہٰذا تدلیس کا شبہ زائل ہوجاتا ہے۔ پھر وہ اسی حدیث کے بیان کرنے میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ ابن اخی بن شہاب نے ان کی متابعت کررکھی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور ابن اخی زہری کا نام محمد بن عبداللہ بن مسلم ہے۔ (ارواء الغلیل ۳/۱۱۲،۱۱۳)

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ تعالیٰ ابوداود کی روایت کے متعلق فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے، امام دارقطنی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ (هق ۲/ ۸۳ ، سنة ۵۷۱)

'بقیہ' صدوق اور مدلس ہے اور اس نے سماع کی تصریح کررکھی ہے اور زبیدی کا نام محمد بن ولید بن عامر ہے جو بالاتفاق ثقہ ہیں اور ابن اخی زہری نے ان کی متابعت کررکھی ہے۔ مسند احمد (۲/۱۳۳،۱۳۴)، ابن الجارود (۱۷۸) وغیرہ اور اس حدیث کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور امام زہری نے بھی ان دونوں سندوں میں سماع کی تصریح کررکھی ہے۔

یہ حدیث تکبیراتِ عیدین میں اور سجدۂ تلاوت کے وقت رفع الیدین کی مشروعیت کی دلیل ہے جو رکوع سے قبل ہیں اور اس حدیث سے سلف میں امام ابن منذر اور امام بیہقی وغیرہ نے بھی استدلال کیا ہے اور ان کا استدلال بالکل درست ہے اور اس کی مخالفت پر کوئی نص موجود نہیں ہے۔ آگے موصوف ایک اُصول کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں: والعبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب یعنی اعتبار عام لفظ کا ہوگا نہ کہ کسی خصوصی سبب کا۔ (ابوداؤ:۷۲۲)

یہ حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے، اس میں نماز کے شروع کا رفع الیدین پھر رکوع کو جاتے وقت (جیسا کہ مسند احمد کی حدیث میں ہے اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر ہے اور پھر یہ بات ذکر ہے کہ رکوع کے قبل کی تمام تکبیرات کے ساتھ نبی ﷺ رفع الیدین فرمایا کرتے تھے، جس سے عیدین کی تکبیرات میں اور سجدۂ تلاوت کے وقت رفع الیدین کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

بعض لوگوں نے اس حدیث کی سند اور متن پر اعتراض کیا ہے، لیکن سند پر جن لوگوں نے اعتراض کیا ہے، ان کا طریقہ کار سلف اور محدثین سے ہٹ کر ہے اور متن پر یہ اعتراض ہے کہ عیدین کی نماز کے لئے الگ اور مستقل دلیل ہونی چاہئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ

www.KitaboSunnat.com

رکوع جاتے اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع الیدین آپ سے فرض نمازوں میں ثابت ہے۔ اب نفل، صلوٰۃِ کسوف، جمعہ، عیدین وتر وغیرہ نمازوں میں بھی اسی رفع الیدین کو دلیل بنایا جائے گا اوران کے لئے کسی الگ دلیل کی ضرورت نہ ہوگی۔ حافظ زبیرعلی زئی لکھتے ہیں:

''عیدین کی نماز میں تکبیراتِ زوائد پر رفع یدین کرنا بالکل صحیح ہے، کیونکہ نبی ﷺ رکوع سے پہلے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

(ابوداؤد:ح ۷۲۲،مسند احمد:۱۳۴،۱۳۳/۲ ح ۶۱۷۵، منتقیٰ ابن الجارود:ص ۶۹ ح ۱۷۸)

اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے، بعض لوگوں کا عصر حاضر میں اس حدیث پر جرح کرنا مردود ہے، امام بیہقی اور امام ابن منذر نے اس حدیث سے ثابت کیا ہے کہ تکبیراتِ عیدین میں بھی رفع یدین کرنا چاہیئے۔ دیکھئے (التلخیص الحبیر:ج۱،ص۸۶ ح ۶۹۲ وسنن کبریٰ از بیہقی:۲۹۲/۳،۲۹۳ والأوسط از ابن منذر:۲۸۲/۴)

* عیدوالی تکبیرات کے بارے میں عطا بن ابی رباح (تابعی) فرماتے ہیں کہ ''نعم ویرفع الناس أیضًا'' جی ہاں ان تکبیرات میں رفع یدین کرنا چاہیئے، اور (تمام) لوگوں کو بھی رفع یدین کرنا چاہیئے۔ (مصنف عبدالرزاق:۲۹۶/۳ ح ۵۶۹۹، وسندہ صحیح)

* امام اہل شام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ: ''نعم اِرْفَعْ یدیك مع کلھن'' ''جی ہاں، ان ساری تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرو۔ (احکام العیدین للفریابي: ح۱۳۶ وسندہ صحیح)

* امامِ دارِہجرت مالک بن انسؒ نے فرمایا: ''نعم، ارفع یدیك مع کل تکبیرۃ ولم أسمع فیه شیئا'' ''جی ہاں! ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرو اور میں نے اس (کے خلاف) میں کوئی چیز نہیں سنی۔'' (احکام العیدین: ح ۱۳۷، وسندہ صحیح)

اس صحیح قول کے خلاف مالکیوں کی غیر مستند کتاب مدونة میں ایک بے سند قول مذکور ہے (ج۱/ص ۱۵۵) یہ بے سند حوالہ مردود ہے۔ مدونة کے ردّ کے لئے دیکھئے میری کتاب القول المتین في الجهر بالتأمین (ص۷۳) اسی طرح امام نووی کا حوالہ بھی بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ (دیکھئے المجموع شرح المهذب: ج۵/ص۲۶)

* امام اہل مکہ شافعیؒ بھی تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین کے قائل تھے۔

دیکھئے کتاب الأم (ج۱:ص ۲۳۷)

www.KitaboSunnat.com

❊ امام اہل سنت احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ "يرفع يديه في كل تكبيرة" (عیدین کی) ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا چاہیے۔

(مسائل أحمد رواية أبي داود ص: ٦٠ باب التكبير في صلوٰة العيد)

☜ ان تمام آثارِ سلف کے مقابلے میں محمد بن الحسن شیبانی نے لکھا ہے کہ

"ولا يرفع يديه" "اور (عیدین کی تکبیرات میں) رفع یدین نہ کیا جائے۔"

(کتاب الاصل: ج ۱ ص ۳۷۴، ۳۷۵ والاوسط از ابن منذر: ج ۴ ص ۲۸۲)

لیکن یہ قول شاذ ہونے کی بنا پر نا قابل عمل ہے۔" (ماہنامہ 'الحدیث': ۳/۱۸ تا ۲۰)

محدث کے سالانہ خریداروں سے گذارش

مدتِ خریداری ختم ہونے پر 'محدث' کے خریداروں کو تجدید کے لئے بذریعہ پوسٹ کارڈ اطلاع دی جاتی ہے، لیکن بروقت اس کی تکمیل نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی اطلاع دی جاتی ہے۔ ادارہ اپنے تبلیغی مقاصد کے پیش نظر زرِتعاون ختم ہونے پر بھی محدث کی ترسیل جاری رکھتا ہے۔لیکن زرِسالانہ کی عدم ادائیگی کے سبب ادارے پر مالی بوجھ میں اضافہ ہوتا ہے!!

ایسے خریداران جنہوں نے دسمبر ۲۰۰۳ء کے بعد زرِتعاون جمع نہیں کرایا ، ان سے گذارش ہے کہ وہ ۲۵ فروری ۲۰۰۵ء تک زرِتعاون بھیج کر تجدید کروائیں، بصورتِ دیگر مارچ ۲۰۰۵ء سے ان کے نام محدث کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔ مزید برآں جن خریداران کو مدتِ خریداری ختم ہونے کے پوسٹ کارڈ جاری کئے گئے ہیں، وہ بھی پہلی فرصت میں ان کی ادائیگی فرمائیں۔ اگر خدانخواستہ آئندہ محدث کی خریداری جاری نہیں رکھنا چاہتے تو تب بھی بذریعہ خط یا فون دفتر محدث کو فوری مطلع کریں۔ شکریہ (محمد اصغر، منیجر)

ماہنامہ محدث کے سابقہ سالوں کے شمارے خوبصورت اور مضبوط جلدوں میں موجود ہیں۔

سال ۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۴ء کی مکمل جلدیں بھی دستیاب ہیں۔ قیمت فی جلد ۲۰۰ روپے

www.KitaboSunnat.com